نورالانوار کے مصنف الشیخ احمد الصالحی

ملا جیون

تحقیق : ریسرچ اسکالر علامہ منظور احمد سعیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم . الحمد للہ رب النعیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ الہ و اصحابہ الرحماء و اولیائہ و علمائہ الکرماء

قال اللہ تعالی :

یرفع الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات

(القرآن، المجادلۃ، الآیۃ :۱۱)

وایضاً :

فلو لا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون o

(القرآن، التوبہ، الآیۃ :۱۲۲)

خاندانی حالات:

آپ کا خاندان علمی وجاہت وشوکت رکھتا تھا اور فضل وشرف میں اوج کمال پر تھا اور اس میں کئی پشتوں تک مشہور ومعروف علماء وصوفیاء گزرے ہیں۔

والد کریم:

ابو سعید بن شیخ عبید اللہ بن عبدالرزاق بن خاصہ خدا، مردانِ علم وطریقت میں سے تھے، صالح، متقی، سخی، کریم النفس اور عظیم الزہد تھے۔ پوری زندگی علم کی تدریس اور خدمت دین میں گزار دی۔

ولادت : پیر ۲۴ ربیع الاول، ۱۰۴۷ھ ۱۵ اکتوبر ۱۵۹۸ء کو امیٹھی میں ہوئی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ : تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کے پروردہ ہیں

وفات: اتوار ۸ رمحرم الحرام ۱۰۶۱ھ یکم جنوری ۱۶۵۱ء امیٹھی میں ہوئی۔

مزار مبارک: امیٹھی میں تدفین ہوئی۔ (۱)

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ، عبداللہ عرف نواب عزت خاں امیٹھوی کی ہمشیرہ تھیں۔

بھائی: آپ دو بھائی تھے، دوسرے بھائی کا نام ملا بڈھن تھا۔ (۲)

دادا، شیخ عبیداللہ: اپنے والد سے علم حاصل کیا، اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی مسند تدریس وتبلیغ پر بیٹھے، مردان علم وطریقت میں سے تھے۔

ولادت: ۹۶۸ھ ۱۵۵۰ء میں امیٹھی میں ہوئی۔

وفات: ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۷ء میں امیٹھی میں ہوئی۔ (۳)

تذکرہ علماء ہند میں ہے: نام او شیخ احمد بن ابی سعید بن عبداللہ بن عبدالرزاق (۴)

معجم المولفین میں ہے: احمد بن ابی سعید بن عبداللہ بن عبدالرزاق (۵)

قدیم تذکرہ، مآثر الکرام میں ہے: شیخ احمد بن ابی سعید بن عبیداللہ (۶)

خود ملا جیون اپنی کتاب نور الانوار کے اختتام پر لکھتے ہیں:

۱۔ صبح بہار بحوالہ نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۲۰۔ مصنفہ عبدالحیٔ لکھنوی، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، طبع اول۔

۲۔ تذکرہ ملا جیون مخطوطہ ملا عبدالقادر بن ملا جیون بحوالہ الفرقان، ص ۴۰، ماہ ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ/ اپریل ۱۹۶۵ء مقالہ مولانا مصطفیٰ حسن صاحب علوی ایم اے پی ایچ ڈی۔

۳۔ صبح بہار، بحوالہ نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۲۷۰۔

۴۔ تذکرہ علماء ہند فارسی، ص ۴۵، مولوی رحمان علی، مطبوعہ نول کشور لکھنو۔

۵۔ معجم المولفین، تراجم مصنفی الکتب العربیہ جزء ۱، ص ۲۴۳، مصنفہ عمر رضا کمالہ، مطبوعہ المکتبۃ العربیہ دمشق عبید اخوان، مطبعۃ الترقی ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء۔

۶۔ مآثر الکرام مترجم، ص ۲۹۸، مصنفہ میر علامہ علی آزاد بلگرامی، مترجم مولانا شاہ محمد خالد میاں فاخری، مطبوعہ دائرۃ المصنفین کراچی، بار اول ۱۹۸۳ء۔

فیقول العبد الفقیر الی اللہ الغنی الشیخ احمد بن ابی سعید بن
عبیداللہ بن عبدالرزاق (۱)

تو آپ کے دادا کے نام کے بارے میں دو طرح کی روایات پائی جاتی ہیں۔ صحیح روایت وہی ہے جس میں آپ کے دادا کا نام عبیداللہ ہے، کیونکہ یہی روایت خود ملا جیون سے بھی مروی ہے تو عبداللہ والی روایت غلط ہے۔

پڑدادا ، شیخ عبدالرزاق: آپ نے درسیات شیخ نظام الدین بن محمد یٰسین عثمانی امیٹھوی (۹۰۰ھ/۱۴۹۴ء - ۹۷۹ھ/۱۵۷۱ء) سے پڑھیں: اس کے بعد جونپور جاکر شیخ عبدالسلام قلندر بن محمد جونپوری م۹۷۲ھ/۱۵۶۴ء کے شاگرد ہوئے، شیخ جعفر بن نظام الدین امیٹھوی م۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء اور قاضی حسین سترکھی م۱۰۲۱ھ/۱۶۱۱ء آپ کے شاگرد ہیں۔ (۲)

جدامجد:

خاصۂ خدا، بن خضر بن گدن بن خیرالدین صالحی مکی، بہاء الحق حنفی امیٹھوی۔

نزہۃ الخواطر میں مناقب الاولیاء کے حوالے سے ہے:

الشیخ العالم الصالح خاصہ بن خضر بن گدن بن خیر الدین صالحی مکی بہاء الحق حنفی امیٹھی، آپ مردانِ علم وطریقت میں سے تھے۔ آپ کا نسب عبداللہ علمبردار صالحی مکی پر منتہی ہوتا ہے۔ اسکا ذکر آپ کے پوتے شیخ احمد بن ابی سعید امیٹھوی نے مناقب الاولیاء میں کیا ہے، فرمایا:

> ان کے جد امجد نے ابتدائے شباب میں جونپور کا سفر کیا اور شیخ محمد بن عبدالعزیز جونپوری کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کیا، پھر اپنے شہر واپس ہوئے اور ایک زمانہ تک وہاں رہے، پھر سیدھور کا سفر کیا اور حضرت خواجگی بن علی انصاری کی خدمت میں ایک زمانہ رہے اور شیخ کی دو لڑکیوں سے یکے بعد دیگرے عقد کئے۔ (۳)

۱۔ نورالانوار، ص ۳۱۴، مصنفہ شیخ احمد المعروف ملا جیون، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی۔

۲۔ نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۲۱۹، حاشیہ ماثر الکرام مترجم، ص ۲۹۸۔

۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۴، ص ۱۰۰۔۱۰۱۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

مراۃ الاسرار میں ہے:

آپ مخدوم خواجگی کے داماد اور خلیفہ تھے، قصبہ انچولی کے رہنے والے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب شیخ صلاح قریشی دہلوی سے ملتا ہے۔ شیخ صلاح قریشی الاصل ہیں، آپ کا سلسلہ نسب اسد قریشی تک پہنچتا ہے، جو حضرت علی کی والدہ ماجدہ کے دادا تھے۔ بعض کے نزدیک سلسلہ نسب حضرت شیخ عبداللہ مکی پر منتہی ہوتا ہے۔ تو ہر حال میں آپ قریشی ہیں۔ آپ شیخ صدرالدین عارف بن شیخ بہاؤ الدین زکریا کے اعظم خلفاء میں سے تھے۔ ملتان سے دہلی آئے، آپ کا مقبرہ شیخ نصیرالدین کے مزار کے پاس دہلی میں ہے۔ شیخ خاصہ آپ کی اولاد میں سے ہیں، آپ کے دادا، دہلی سے جام پور سکونت پذیر ہوئے، آپ کے والد خضر اس جگہ پیدا ہوئے، اور قصبہ انچولی میں شادی کر کے وہیں رہ گئے۔ مخدوم شیخ خاصہ وہاں سے نقل مکانی کر کے امیٹھی میں مقیم ہو گئے۔

مخدوم خواجگی کی وفات کے بعد امیٹھی میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ نے اپنی بیٹی شیخ نظام الدین بن شیخ یٰسین عثمان امیٹھوی، جو اس وقت خورد سال تھے، سے منسوب کر کے شادی کر دی۔ آپ نے فرمایا: یہ بچہ قطب وقت ہوگا، آخر یہی ہوا، آپ کے رشتہ داروں نے اس رشتہ کی مخالفت کی تھی۔ (۱)

خلفاء:

اس فقیر کاتب الحروف (شیخ عبدالرحمٰن چشتی ۱۰۰۵ھ/۱۰۹۴ھ) کے دادا شیخ بدھ، شیخ خاصہ کے خلیفہ تھے، شیخ خاصہ نے خرقہ خلافت اور خواجگان چشت کی ساری امانتیں اپنے بیٹے شیخ عبدالرزاق کے سپرد کیں۔ آپ کے دوسرے خلیفہ مخدوم صفی الدین حنفی تھے۔ (۲)

وفات: ۲۷/ذی الحجہ ۹۲۲ھ/۲۳/دسمبر ۱۵۱٦ء میں امیٹھی میں ہوئی۔ (۳)

۱۔ مراۃ الاسرار مترجم، ص ۸۲۵ اور ص ۱۱۸۳، مصنفہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی، مترجم کپتان واحد بخش سیال۔ مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور۔

۲۔ مذکورہ سابقاً، ص ۱۱۸۳۔ ۳۔ ایضاً، ص ۱۱۸۴۔

شیخ جیون:

ولادت:

منگل کی صبح ۲۵/شعبان ۱۰۴۷ھ/ ۱۲/جنوری ۱۶۳۸ء قصبہ امیٹھی، جو مضافات لکھنؤ سے ہے، میں ہوئی۔ (۱)

نام: احمد اور لقب ملا جیون ہے، آپ لقب ہی سے مشہور ہیں۔ (۲)

عہد طفلی: اپنے والد کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی، ۱۳/سال کی عمر میں آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ (۳)

تحقیق نسب: تذکرۂ علماء ہند میں ہے: الصدیقی نسبا، الحنفی مذہباً، المکی اصلا، الصالحی بطنا (۴)

نزہۃ الخواطر میں ہے:

> آپ کے جد امجد خاصہ خدا کے بارے میں ہے، آپ کا نسب عبداللہ علمبردار صالحی مکی پر منتہی ہوتا ہے اور ملا جیون کے بارے میں ہے، شیخ عبداللہ مکی کی اولاد سے ہیں، آپ کا نسب حضرت سیدنا صالح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ (۵)

حدائق حنفیہ میں ہے:

۱۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۱۹، حاشیہ نور الانوار، ص ۵۱۴، محشی مولانا محمد عبدالحلیم بن مولانا محمد امین لکھنوی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی، تذکرہ ملا جیون، مخطوطہ ملا عبدالقادر بن ملا جیون بحوالہ الفرقان، ص ۴۰، ماہ ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ/اپریل ۱۹۶۵ء۔

۲۔ تذکرہ ملا جیون، ص مذکورہ سابقہ، نزہۃ الخواطر، ص مذکورہ سابقہ۔

۳۔ تذکرہ ملا جیون، ص ۴۰، نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۱۹، ۲۱۔

۴۔ تذکرہ علماء ہند فارسی، ص ۴۵، نزہۃ الخواطر، ج ۴، ص ۱۰۔

۵۔ ایضاً ج ۶، ص ۱۹۔

آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی طرف منتہی ہوتا ہے اور مآثر الکرام میں بھی اسی طرح ہے۔(۱)

مراۃ الاسرار میں ہے:

خاصہ خدا کا سلسلہ نسب صلاح قریشی دہلوی سے ملتا ہے، آپ قریشی الاصل ہیں، آپ کا سلسلہ نسب اسد قریشی تک منتہی ہوتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کی والدہ ماجدہ کے دادا تھے۔ بعض کے نزدیک آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیخ عبداللہ مکی پر منتہی ہوتا ہے۔ پس ہر حال میں آپ قریشی ہیں۔(۲)

ان حوالہ جات میں کئی تضادات ہیں۔

۱۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں تو پھر نہ اسد کی اولاد میں سے ہیں اور نہ سیدنا حضرت صالح کی اولاد میں سے۔

۲۔ اگر اسد قریشی کی اولاد میں سے ہیں تو پھر نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور نہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے۔

۳۔ اگر حضرت سیدنا صالح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں تو پھر نہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور نہ اسد قریشی کی اولاد سے۔

اس کی چند توجیہات ہوسکتی ہیں:

۱۔ صلاح الدین قریشی پدری نسب میں حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے ہوں اور مادری نسب میں اسد قریشی اور حضرت سیدنا صالح کی اولاد میں سے ہوں۔

۲۔ عبداللہ مکی صالحی پدری نسب میں حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے ہوں اور مادری نسب میں اسد قریشی اور حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں۔

۳۔ شیخ خاصہ خدا پدری نسب میں حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے ہوں اور مادری نسب

۱۔ حدائق حنفیہ، ص ۳۳۶، مآثر الاکرام، ص ۲۹۸۔

۲۔ مراۃ الاسرار، ص ۸۲۵، مصنفہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی، مترجم کپتان واحد بخش سیال، ضیاء القرآن پبلشر لاہور۔

میں اسد قریشی اور حضرت سیدنا صالح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہوں۔

۴۔ شیخ احمد پدری نسب میں حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے ہوں اور مادری نسب میں اسد قریشی اور حضرت سیدنا صالح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہوں۔

تذکرہ علماء ہند میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ نسباً صدیقی ہیں بطناً صالحی ہیں۔ یعنی آپ کے سلسلہ نسب میں کہیں بھی پدری نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے باہر نہیں ہے اور مادری نسب کہیں بھی حضرت سیدنا صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اسد قریشی سے جا ملتا ہے۔

تعلیم و تربیت:

ابتدائی تعلیم امیٹھی میں حاصل کی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں کلام پاک حفظ کر لیا، خود اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

> اگرچہ قواعد تہجی اور اعراب سے واقف نہ ہوا تھا، تاہم الفاظ مہملہ اور منطوقہ کو صحت کے ساتھ ادا کر لیتا تھا، صرفی اور نحوی قواعد اور اصول نہ جانتے ہوئے بھی فاعل اور مفعول کو سمجھ کے ترجمہ کر لیتا تھا۔(۱)

۱۔ آپ نے امیٹھی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت تحفیظ قرآن میں یہ شامل تھا کہ قواعد صرف و نحو اور ترجمہ کو بھی پڑھا جائے گا، پھر تحفیظ قرآن کے اس طریقہ کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا ہوگا جس طرح علم ریاضی، علم ہیئت، علم طب وغیرہم علوم کو چھوڑ دیا گیا، جبکہ آج بھی ان علوم کی اتنی ضرورت ہے جتنی اس وقت تھی بلکہ آج زیادہ ضرورت ہے۔(۲)

۱۔ تذکرہ ملاجیون، بحوالہ الفرقان، ص ۴۰۔

۲۔ کاتب الحروف منظور احمد سعیدی بن مستری غلام قادر مرحوم، استاذ الحدیث والعلوم العربیہ والاسلامیہ جامعہ حامدیہ رضویہ گلشن رضا ایوب گوٹھ نزد سپارکو اور امام جامع مسجد رحمانیہ، طارق روڈ اور ریسرچ اسکالر کراچی یونیورسٹی کراچی نے اپنے چھوٹے بیٹے محمد خالد ارشد کو مدرسہ باب القرآن نزد حسن اسکوائر قبرستان، شارع سر شاہ سلیمان روڈ، کراچی سے حفظ کرایا اور ترجمہ اور (بقیہ اگلے صفحہ پر)

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابو عبید) ☆☆☆

شاید اس وقت درس نظامی مرتب نہیں ہوا تھا، کیونکہ اس وقت تمام علوم وفنون کی تعلیم ایک جگہ یا ایک استاد سے حاصل ہونے کے مواقع نہیں تھے، اس لئے کسی ایک جگہ ایک استاد سے ایک قسم یا دو تین قسم کے علوم حاصل کئے جاتے، پھر دوسری جگہ دوسرے علوم وفنون کے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے جاتے، ملا جیون نے بھی اسی طرح تعلیم حاصل کی۔

تذکرہ ملا جیون مخطوطہ میں ہے:

> درس نظامیہ کا نصاب تھا نہ کتب درسیہ میں تقدیم وتاخیر ملحوظ خاطر تھی، پھر بھی ان علوم ظاہریہ متداولہ میں مہارت اور پوری دست رس حاصل کی۔
> ٢٢ر سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ (١)

نزہۃ الخواطر میں ہے:

> بغیر کسی تقدیم وتاخیر کے رعایت کے تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ ٢٢ر سال کی عمر میں علوم سے فراغت حاصل کی۔ (٢)

شہادۃ الفراغ کی عمر:

آپ نے شہادت الفراغ کس عمر میں حاصل کی؟ اس میں دو طرح کی روایتیں پائی جاتی ہیں۔ ان روایتوں میں سولہ اور بائیس سالوں کا ذکر ہے۔

٢٢ر سال کی روایتیں اوپر مذکور ہو چکی ہیں اور ١٦ سال کی روایتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

حدائق حنفیہ میں ہے:

> یہاں تک کہ سولہ سال کی عمر میں علوم دینیہ اور فنون شرعیہ کی تکمیل وتحصیل

(بقیہ) صرف نحو کے ضروری قواعد خود پڑھائے۔ تقریباً اڑھائی سال میں ختم کیا۔ کاتب الحروف کے نزدیک قرآن پاک کو ترجمہ اور صرف ونحو کے ضروری قواعد کے بغیر پڑھنا صحیح نہیں کیونکہ وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جو قرآن پاک کی تعلیم کا ہے۔ تحفیظ قرآن کا اصل مقصد سمجھ کر پڑھنا اور پھر عمل کرنا ہے۔ اگر مجھے کبھی موقع ملا تو انشاء اللہ اسی طرح تحفیظ قرآن کا نظام قائم کروں گا۔

١۔ تذکرہ ملا جیون، ماہنامہ القرآن، ذی القعدہ/ ذی الحجہ ١٣٨٤ھ ص ٤٠۔

٢۔ نزہۃ الخواطر، ج ٦، ص ١٩۔

☆ قال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ: الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ ☆

سے فراغت پائی۔ (۱)

فہرست مخطوطات دیال سنگھ میں ہے:

سولہ سال کی عمر میں عصری علوم کی تکمیل کی۔ (۲)

۲۲/ سال کی عمر میں تکمیل علوم اور شہادت الفراغ حاصل کرنے والی روایتیں راجح معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ آپ نے اپنی عمر شہادۃ الفراغ کے وقت، خودنوشت سوانح میں ۲۲/ سال لکھی ہے۔

۲۔ اگر آپ نے خود یہ عمر نہ لکھی ہوتی بلکہ دوسرے تذکرہ نویسوں نے لکھی ہوتی پھر بھی ۲۲/ سال والی روایتوں کو ترجیح ہوتی۔ اس کو ہم دو طرح سے تحقیق کے ترازوں میں تولتے ہیں۔

الف: ان کو کسی ایسے عالم کی مدت تعلیم سے موازنہ دیں گے جو قوت حافظہ میں ان کے برابر ہو، ہمارے سامنے ایک ایسے عالم و فاضل موجود ہیں جو حفظ کے ملکہ میں ان جیسے ہیں۔ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی ہیں جنہوں نے تیرہ سال دس مہینے پانچ دن کی مدت میں تمام علوم سے فراغت حاصل کی۔ (۳) آپ نے چار سال کی عمر میں (۱۲۷۶ھ/ ۱۸۶۰ء) میں قرآن شریف ناظرہ کی تکمیل، ابتدائی عربی کی کتابیں مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں، اس کے علاوہ تمام علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد متولد ۱۲۴۶ھ/ ۳۱-۱۸۳۰ء متوفی ۱۲۹۷ھ/ ۸۰-۱۸۷۹ء سے فرمائی، سوائے اس کے کہ حضرت مولانا عبدالعلی صاحب رامپوری سے چند اوراق شرح چغمینی کے پڑھے۔ (۴)

تو اس سے جب چار سال منہا کئے تو نو سال دس ماہ پانچ دن ہوئے کہ اس مدت میں اعلیٰ حضرت نے تمام علوم کو حاصل کیا۔ گویا کہ تقریباً دس سال کا عرصہ لگا، اگر ملا جیون کی تعلیم کی مدت سولہ سال تسلیم کی جائے اور حفظ کا عرصہ سات سال منہا کیا

۱۔ حدائق حنفیہ، ص ۴۳۶۔ ۲۔ فہرست لائبریری دیال سنگھ لاہور، ج ۲، ص ۸۸

۳۔ فقیہہ الاسلام، ص ۱۶۱، ڈاکٹر حسن رضا اعظمی، مطبوعہ ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی۔

۴۔ ایضاً

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

جائے تو نو سال مدت تعلیم بنتی ہے، لیکن جب آپ کی عمر ۱۳/ سال کی تھی تو آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے نو یا دس سال کی عمر میں تعلیم کا مکمل ہونا بعید از قیاس ہے۔ اس لئے سولہ سال والی روایتیں صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ کو کئی جگہوں پر جا کر تعلیم حاصل کرنی پڑی۔ اس لئے ۲۲/ سال والی روایتیں صحیح ہیں۔

ب: سولہ سال کی عمر میں تکمیل سے یہ مراد ہو کہ حفظ کی عمر کے سواء سولہویں سال میں تکمیل کی، تو یہ ۲۲/ سال ہی بنتے ہیں۔

قوت یادداشت و حافظہ:

آپ بڑے صاحب حافظہ تھے، کتابوں کی عبارتوں کے ورقوں کے ورق آپ کو یاد تھے۔ (۱) اور کتب درسیہ کے صفحات بلاتکلف پڑھتے چلے جاتے تھے، کسی طویل سے طویل قصیدہ کو صرف ایک مرتبہ سن کر زبانی یاد کر لیا کرتے تھے۔ (۲) نور الانوار فی شرح المنار مدینہ منورہ میں دو ماہ کے قلیل عرصہ میں بغیر کسی کتاب کی مدد کے ۱۱۰۵ھ میں تحریر فرمائی۔ (۳)

اثار کمال:

عالم طفولیت ہی سے آپ کی جبین مبارک پر سعادت و ارجمندی کے آثار عیاں تھے کہ ایک دن یہ بچہ علم و فضل کا شہنشاہ اور شہرۂ چہار دانگ عالم کی شخصیت کا مالک ہو گا اور بڑے بڑے علماء و فضلاء اور سلاطین آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کریں گے۔ کیونکہ بچہ مہد ہی میں پہچان لیا جاتا ہے۔ شیخ سعدی نے فرمایا ۔

بالائے سرش ز ہوشمندی می تافت ستارہ بلندی (۴)

۱۔ حدائق حنفیہ، ص ۴۳۶، تذکرہ علماء ہند، ص ۴۵، اور حاشیہ نور الانوار، ص ۳۱۴، محشی عبد الحلیم لکھنوی، مطبوعہ ایچ ایم سعید، کراچی۔

۲۔ مآثر الکرام مترجم ص ۲۹۹،

۳۔ نور الانوار، ص ۳۱۴، اور فہرست مخطوطات دیال سنگھ، لاہور، ج ۲، ص ۸۹۔

۴۔ گلستان سعدی، ص ۲۶۔

الرحلۃ لتحصیل العلوم :

آپ کے والد اس وقت داغ مفارقت دے گئے جب آپ کی عمر شریف صرف ۱۳ ر سال کی تھی اس لئے تعلیم کے لئے دوسرے اساتذہ کی طرف جانے کی ضرورت پڑی، اور آپ نے سفر اختیار فرمایا۔

مآثر الکرام میں ہے:

> آپ تحصیل علم کے ابتدائی دور میں بغرض طلب علم مشرقی علاقوں میں گھومتے رہے، اور اس وقت کے ممتاز علماء وفضلا سے استفادہ کرتے رہے۔ آخر میں آپ نے علوم متداولہ میں فراغت ملا لطف اللہ کوروی سے حاصل کی۔ (۱)

حاشیہ نور الانوار میں ہے:

> و قرأ فاتحة الفراغ من التحصيل عند الملا لطف الله الكوروی نسبة الی کوره من نواحی الفتح فور من بلاد هند (۲)

نزہۃ الخواطر میں ہے:

> اکثر کتب شیخ محمد صادق سترکھی کے پاس پڑھیں اور کچھ مولانا لطف اللہ کوروی سے (۳)

تذکرہ علماء ہند میں ہے:

> فاتحہ فراغ بخدمت ملا لطف اللہ کوڑہ جہان آباد خواند۔ (۴)

حدائق حنفیہ میں ہے:

> اخیر کو مولانا لطف اللہ جہان آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (۵)

۱۔ مآثر الکرام، ص ۲۹۹۔
۲۔ حاشیہ نور الانوار، ص ۳۱۴۔
۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۱۹۔
۴۔ تذکرہ علماء ہند فارسی، ص ۴۵۔
۵۔ حدائق حنفیہ، ص ۴۳۶۔

اساتذہ:

مولانا لطف اللہ کوروی جہان آبادی، فحول علماء میں سے ایک تھے، تمام علوم میں ید بیضا رکھتے تھے، خصوصاً فقہ، اصول اور عربی علوم میں۔ انہوں نے شیخ جمال الاولیاء چشتی کوڑوی سے علوم حاصل کئے۔ ان سے شیخ احمد بن ابی سعید امیٹھوی، قاضی علم اللہ کجندوی اور شیخ علی اصغر قنوجی وغیرہم خلق کثیر نے علم حاصل کیا (۱)

مآثر الکرام میں ہے:

> قاضی علیم الدین کجندوی، کجندو بلگرام سے چارکوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے، قاضی صاحب کی وفات ۱۱۱۵ھ میں اپنے قصبہ میں ہوئی اور راج گیر میں اخی جمشید قدس سرہ کے مقبرہ کے جار میں دفن کیا۔

مولانا لطف اللہ کوروی اس دور کے علماء کے استاد اور امام تھے اور قاضی صاحب مذکور کے بھی استاد تھے، مولوی علی اصغر قنوجی بن شیخ عبدالصمد اور شیخ ملا جیون دونوں ہم سبق تھے۔ مآثر الکرام کے مصنف کہتے ہیں:

> فقیر کو دو تین بار مولانا لطف اللہ کوروی کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی ذات گرامی تقویٰ اور تقدس کا نمونہ تھی۔ ۱۱۲۰ھ راہی عالم جاودانی ہوئے۔ (۲)

بیعت وخلافت:

۱۱۱۶ھ میں دوسرے سفر حج وزیارت سے امیٹھی واپس پہنچے۔ آپ کی عمر کا ستر واں (۷۰) سال تھا۔ (۳) دو سال کے مختصر قیام کے بعد جس کے دوران شیخ یٰسین بن عبدالرزاق القادری سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ (۴)

۱۔ نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۳۱۹۔ ۲۔ مآثر الکرام، ص ۳۳۲۔۳۳۴،

۳۔ تذکرہ ملا جیون بحوالہ الفرقان، ص ۴۱، نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰۔ فہرست مخطوطات، ج ۲، ص ۸۸

۴۔ فہرست مخطوطات، ج ۲، ص ۸۸۔

☆ قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی: الفقہاء کلھم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ ☆

نزہۃ الخواطر میں ہے:

یٰسین بن عبدالرزاق صحبۃ لسید قادری بن ضیاء اللہ البگرامی سے خرقہ خلافت پایا، اس کے دو سال بعد اپنے شہر میں رہے۔ (۱)

شیخ یٰسین بن عبدالرزاق کے بارے میں مآثر الکرام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ بغداد سے کچھ فاصلہ پر رہتے تھے۔ سید قادری بلگرامی کے حالات میں ہے:

دارالسلام بغداد تشریف لے گئے اور ۱۱۱۵ھ میں دارالسلام پہنچ کر وہاں کے مزارات خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار کی زیارت کی۔ پھر قریہ حماء کی جانب روانہ ہوئے اور سید یٰسین حموی صاحب سجادہ غوث الثقلین میں ایسی عزت حاصل کی، جس پر ناز کیا جا سکتا ہے اور مرید ہو گئے، خلافۃ خرقہ اور تبرکات غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حاصل کئے، پھر سید قادری حماء سے واپس بغداد آئے اور ایک عرصہ تک روضہ مقدس کی مجاوری کرتے رہے۔ ان کا سلسلہ ارادت اس طرح ہے:

اخذ السيد القادری الطريقه القادرية عن شيخه السيد يٰسين وهو من والده سيد عبدالرزاق وهو من والده السيد شريف الدين وهو من ابن عمه السيد جلال الدين وهو من ابن عمه السيد شهاب الدين احمد الخ (۲)

نزہۃ الخواطر کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ احمد جیون اور سید قادری دونوں نے اکٹھا سفر کیا یعنی ۱۱۱۵ھ میں کربلائے معلیٰ کی زیارتیں کرتے ہوئے بغداد پہنچے، پھر قریہ حماء میں سید یٰسین حموی صاحب سجادہ غوث الثقلین کے مرید ہوئے اور واپس ۱۱۱۶ھ میں امیٹھی پہنچے اور اس کے یعنی خرقہ خلافت کے حاصل ہونے کے بعد دو سال اپنے شہر میں رہے۔ (۳)

فہرست مخطوطات میں ہے:

۱۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰۔ ۲۔ مآثر الکرام، ص ۲۱۷۔

۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

۱۱۱۶ھ میں امیٹھی واپس ہوئے دو برس کے مختصر قیام کے بعد جس کے دوران شیخ یٰسین بن عبدالرزاق القادری سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ (۱)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محمد یٰسین قادری امیٹھی کے قریب رہتے تھے، کیونکہ اس عبارت سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ ملا جیون کہیں دور کے سفر پر نہیں گئے تھے، تو اگر امیٹھی کے قریب کے ہوتے بلکہ برصغیر کے ہوتے تو کسی نہ کسی برصغیر پاک و ہند کے علماء اور صوفیائے کے تذکروں میں ذکر ضرور ہوتا لیکن کہیں بھی ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ یہ شیخ یٰسین قادری برصغیر سے باہر کے تھے۔

شیخ یٰسین قادری سے پہلے اپنے استاد شیخ محمد صادق سترکھی سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہو چکے تھے۔ مناقب اولیاء میں اپنی اس بیعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

شیخ استاد محمد صادق سترکھی سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی، تو جب ۴۰/سال کی عمر ہوئی تو دہلی اور اجمیر کی طرف سفر کیا۔ (۲)

تدریس:

اپنے شہر میں تدریس شروع کی، چالیس سال کی عمر میں اجمیر شریف کا سفر کیا، پھر دہلی آئے، کافی عرصہ یہاں رہے اور تدریس کرتے رہے اور لوگوں کو مفید فرماتے رہے، خلق کثیر نے علم حاصل کیا۔ ۵۵/سال کی عمر میں حرمین شریفین کا پہلا سفر کیا۔ (۳) پانچ سال کا قیام رہا۔ (۴) اس عرصہ میں بھی تدریس فرماتے رہے۔ اسی کے بارے میں نور الانوار کے خطبہ میں تحریر فرمایا:

فقرا علیّ الکتاب المذکور بعض خلانی وخلص اخوانی من الخطباء المعظمۃ للحرم الشریف والمسجد المنیف (۵)

ساٹھ سال کی عمر میں ہند کی طرف واپس ہوئے، دکن میں عالمگیر بن شاہجہان کی فوج میں چھ سال رہے، (۷) اس دور میں بھی تدریس کرتے رہے اورنگ زیب نے اسی دور میں تعلیم حاصل کی تھی۔

۱۔ فہرست مخطوطات، ج ۲، ص ۸۸۔ ۲۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۱۔
۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰۔ ۴۔ فہرست مخطوطات، ج ۲، ص ۸۸۔
۵۔ نور الانوار، ص ۱، ۶۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰۔

حدائق حنفیہ میں ہے:

عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اپنی استادی کے لئے منتخب کیا۔ (۱)

تذکرہ علماء ہند میں ہے:

اورنگ زیب بحلقہ تلامذہ وے درآمد (۲)

دوسرے سفر حجاز ۱۱۱۲ھ میں بھی حرمین شریفین میں تدریس فرماتے رہے۔

نزہۃ الخواطر میں ہے:

صحیحین کا تحقیق وتدقیق سے درس دیا اور دوران تدریس ان کی شروحات کا مطالعہ کیا۔ (۳)

فہرست مخطوطات میں ہے:

انہوں نے اپنے کثیر شاگردوں کے ساتھ دہلی کا رخ کیا۔ (۴)

نزہۃ الخواطر میں ہے:

باوجود کبرسنی کے تدریس کو نہ چھوڑا، حتیٰ درس الی عیشۃ مات فیھا (۵)

تلامذہ:

۱۔ اورنگ زیب عالمگیر: ہم پہلی مرتبہ ایک ایسے مغل شہریار سے دوچار ہوئے ہیں، جس کی عادات وافکار بلکہ رگ وپے میں اسلامی تعلیم سرایت کرگئی تھی، اسی مذہبی میلان کا نتیجہ تھا کہ بڑے بھائی داراشکوہ کے ماتحت رہنے سے ۱۰۵۴ھ/ ۱۶۴۴ء میں سرکاری عہدہ سے استعفاء دے دیا اور گوشہ نشین ہوجانے کو سوچنے لگا۔ (۶)

جدید انگریزی تاریخوں کو پڑھنے سے یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ مجسم شیطان تھا، جس کی رگ رگ میں ظلم وخونخواری، مکروخودغرضی بھری ہوئی تھی اور خود ہمعصر فارسی تاریخوں سے

۱۔ حدائق حنفیہ، ص ۴۳۶، ۲۔ تذکرہ علماء ہند فارسی، ص ۴۵۔
۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰۔ ۴۔ فہرست مخطوطات، ج ۲، ص ۸۸۔
۵۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰۔
۶۔ تاریخ ہند، ج ۳، ص ۱۲۸، سعید ہاشمی فریدآبادی، دارالطبع، حیدرآباد دکن، ۱۹۳۹ء۔

اس یقین کی تائیدی شہادتیں فراہم کی جاسکتی ہیں، لیکن یہ فارسی تاریخیں جن کے لکھنے والے بالعموم اورنگ زیب سے ناخوش ہیں، اس بارے میں متفق ہیں کہ یہ بادشاہ ذاتی طور پر نہایت سادگی پسند اور درویش مزاج آدمی تھا، ہر قسم کے لہو ولعب اور عیش وعشرت سے دلی نفرت تھی، پرتکلف کھانوں، قیمتی لباس، عالیشان محلات، زرو جواہرات کا اسے شوق نہ تھا۔ درباری شوکت وتجمل، تزک واحتشام یا ایسے شاہانہ مراسم جو بادشاہ کو معمولی انسان سے بلند و برتر بنا دیتے، اسے ناپسند تھے۔ اپنی رعایا پر اس کی شفقت، ماتحتوں کے ساتھ اس کی مہربانی، حلم ورعایت ضرب المثل تھی۔ (۱)

آگرہ کے دارالحکومت سے پندرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر اورنگ زیب نے اپنے بھائی دارا کو شکست دی۔ اس کی خبر اپنے والد شاہجہان کو دی اور معافی کی بھی درخواست کی تو شاہجہان نے مبارک باد دی اور عالمگیر کا لقب بھی دیا۔ (۲)

آپ کو محی الدین کا لقب اس لئے دیا گیا کہ پوری زندگی میں احیاء دین کی کوششوں میں لگے رہے۔ بعض مؤرخین تو عمر بن عبدالعزیز کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ (۳)

وہ عالموں اور بزرگوں کی قدر کرتا تھا، اس نے ملک کا انتظام شرع کے اصولوں پر قائم کیا تھا اور عدل وانصاف کا محکمہ علماء کے ہاتھ میں تھا۔ اس وقت اسلامی قوانین کے متعلق کوئی مستند اور جامع کتاب نہ تھی۔ اس نے تمام ملک کے قابل علماء کو جمع کر کے فتاوی عالمگیری کے نام سے حنفی فقہ کی ضخیم کتاب مرتب کروائی جو اب تک بڑی اہم اور مستند سمجھی جاتی ہے۔

وہ خود بڑی سادہ زندگی بسر کرتا تھا، بیت المال کے پیسے کو ہاتھ نہ لگایا۔ اپنی روزی ٹوپیاں بنا کر اور قرآن شریف لکھ کر کماتا۔

وفات: ۲۱ر فروری ۱۷۰۷ء بروز جمعہ نوے سال کی عمر میں بمقام احمد نگر وفات پائی۔ (۴) تقویم تاریخی (قاموس تاریخی) میں ہے۔

۱۔ تاریخ ہند، ج ۳، ص ۱۴۶۔۱۴۷۔

۲۔ پاکستان ماضیہا وحاضرہا، ص ۹۲، الدکتور احسان حقی، دارالنفائس، بیروت، ۱۹۷۳ء۔

۳۔ ایضاً ص ۹۶۔

۴۔ رود کوثر (عہد مغلیہ)، ص ۴۱۷، شیخ محمد اکرام فیروز سنز، لاہور، ۱۹۵۸ء، اشاعت سوم۔

☆ قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی: الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ ☆

یکم ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ بروز جمعہ ۴؍فروری ۱۷۰۷ء وفات اورنگزیب عالمگیر
بادشاہ (۱)

۲۔ سید قادری بلگرامی بن سید ضیاء اللہ بلگرامی نے حفظ، تجوید اور ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ اس کے بعد سید فریدالدین بلگرامی کے ساتھ ملا جیون امیٹھوی کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کیا۔ اس کے بعد شیخ غلام نقشبند کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔

۱۱۱۵ھ میں دارالسلام بغداد پہنچ کر مزارات خصوصاً شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کی۔ پھر قریہ "حما" کی جانب روانہ ہوئے اور سید یٰسین حموی صاحب سجادہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔ شیخ نے خلافت خرقہ اور غوث الثقلین کے بعض تبرکات عطا فرمائے۔ سلسلہ ارادت اس طرح ہے:

> اخذ السید القادری الطریقۃ القادریۃ عن شیخہ السید یٰسین وھو من والدہ سید عبدالرزاق وھو عن والدہ السید شریف الدین پھر "حما سے واپس بغداد آئے اور ایک عرصہ تک روضہ مقدسہ کی مجاوری کرتے رہے۔ (۲)

وفات: ۱۶؍ربیع الاول شب جمعرات ۱۱۴۵ھ کو وصال فرمایا۔ (۳)

تقویم تاریخی کے مطابق ۱۴؍ربیع الاول ۱۱۴۵ھ/ ۴؍ستمبر ۱۷۳۲ء (۴)

۳۔ تابع محمد بن ملا سترکھی جو آپ کے استاد زادے تھے، آپ کے شاگرد تھے، انہوں نے آپ کی تاریخ وفات بھی کہی۔ (۵)

۴۔ سید فریدالدین عرف سید بدلی بن سید خواجہ معین الدین بن سید عبدالوہاب بن سید اجمل بلگرامی، اپنے زمانہ کے پیشوا تھے اور بڑے عالم اور پارسا تھے، خصائل ستودہ اور اوصاف

۱۔ تقویم تاریخ (قاموس تاریخی) ص ۲۸۰، کالم ۲، عبدالقدوس ہاشمی، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، طبع دوم ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۲۔ مآثر الکرام، ص ۲۱۶۔۲۱۷۔ ۳۔ مذکورہ سابقاً ص ۲۲۰۔

۴۔ تقویم تاریخی، ص ۲۸۷، کالم ۱۔

۵۔ البلاغ، ص ۵، محرم ۱۳۸۹ھ، کراچی، مقالہ اختر راہی۔

پسندیدہ کے مالک تھے۔ یہ اور میر سید قادری دونوں نے ایک ساتھ شیخ احمد ملا جیون امیٹھوی سے تحصیل علم کیا۔ اس کے بعد شیخ غلام نقشبند لکھنوی کے درس میں پہنچے اور بقیہ کتابیں پڑھیں۔ سید فریدالدین نے شیخ کی خدمت میں فراغت حاصل کی اور سید قادری نے تھوڑا پڑھ کر چھوڑ دیا۔ تحصیل علوم سے فراغت کے بعد شیخ جنید عرف شیخی میاں بن شیخ عبدالواحد بن شیخ شبلی بن سطقی بن شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیٹھوی کے مرید ہو گئے اور سید قادری کے ساتھ حرمین شریفین کے سفر پر روانہ ہوئے۔ حج و زیارت کے بعد ''بندر سورت'' میں مقیم ہو گئے اور تدریس میں مشغول ہو گئے۔

۱۱۰۰ھ میں عقبیٰ کی جانب روانہ ہو گئے اور اسی شہر میں مدفون ہوئے۔

بہت کتابوں کے حواشی بلگرام میں موجود ہیں۔ (۱)

لباس اور طرزِ زندگی:

ملا جیون نہایت سادہ وضع میں رہتے تھے اور رسمی تکلفات سے بے نیاز تھے۔ (۲)

شاہانِ ہند سے تعلقات:

حرمین شریفین سے ساٹھ سال کی عمر میں واپس ہند پہنچے۔ دکن میں عالمگیر بن شاہجہان کی فوج میں چھ سال رہے۔ (۳)

یہی زمانہ ہے کہ جب عالم گیر کے دربار میں آمد و رفت ہوئی اور تلمذانہ ملاقات کے دوران سیکڑوں اور ہزاروں کے مقاصد دنیوی کے حصول کا ذریعہ بنتے رہے۔ (۴) بادشاہ نے اسی زمانہ میں اپنی استادی کے لئے منتخب کیا۔ (۵)

محمد معظم بادشاہ خلد منزل کے جلوس کے پہلے سال ۲۵ محرم کو طلبہ کے ایک جم غفیر کے

۱۔ مآثر الکرام، ص ۲۱۶۔ ۲۔ مآثر الکرام، ص ۲۹۹۔

۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۱۹۔

۴۔ الفرقان ماہ ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ/ اپریل ۱۹۶۵ء ص ۴۰۔

۵۔ حدائق حنفیہ، ص ۴۳۶۔

☆ قال الشافعی رحمه الله تعالی: الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفه فی الفقه ☆

ساتھ شاہجہان آباد (دہلی) کا سفر کیا۔ صفر کے آخری چہار شنبہ کو دہلی پہنچے۔ معظم بادشاہ اس وقت موجود نہ تھا۔ دکھن واپس آتے ہوئے اجمیر میں ان سے ملاقات ہوئی اور بادشاہ ان سے اتنے متاثر ہوئے کہ باصرار اپنے ساتھ لاہور لے گئے۔ وہاں چند روز قیام رہا، بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر شاہجہان آباد (دہلی) مراجعت فرمائی اور اپنی عمر کے ۸۳ ویں سال تک وہاں مقیم رہے، اسی دوران میں شاہ فرخ سیر بادشاہ غازی ابوالمظفر معین الدین سے ملاقات ہوئی۔ (۱)

تذکرہ علماء ہند میں ہے:

> پس ازاں بحضور محی الدین اورنگ زیب بادشاہ باریاب شدہ بادشاہ موصوف بتعظیم وتوقیر پیش آمدہ بحلقہ تلامذہ وے درآمد۔ وتا زندگی پا از جادہ ادبش بیرون نہادہ، ہمچنیں اولاد بادشاہ موصوف مراعی آدابش بودند۔ (۲)

مآثر الکرام میں ہے:

> انجام کار قسمت کی یاوری اور بلندی نے ان کو بادشاہ خلد مکان کے دربار تک پہنچا دیا۔ بادشاہ نے ان کی شاگردی اختیار کی۔ بادشاہ ان سے بہت زیادہ حسن عقیدت رکھتا تھا اور آپ کا بے حد احترام کرتا تھا، اسی طرح شاہ عالم بہادر شاہ بھی اپنے پدر بزرگوار کی طرح ان کی بڑی عزت کرتے تھے بلکہ حد سے زیادہ تکریم بجالاتے تھے۔ (۳)

سفر اول زیارت حرمین شریفین:

۱۱۰۲ھ میں ۵۵/سال کی عمر میں پہلی بار حرمین شریفین کی زیارت اور حج کے لئے تشریف لے گئے، ۵/سال حرمین شریفین میں اقامت گزین رہے، ۱۱۰۷ھ ۶۰/سال کی عمر میں واپس ہند پہنچے اور دکھن میں جا کر شاہی فوج میں شامل ہو گئے۔ تقریباً چھ سال اورنگ زیب کے لشکر میں رہے۔ (۴)

۱۔ الفرقان، ماہ ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ/ اپریل ۱۹۶۵ء، ص ۴۰۔

۲۔ تذکرہ علماء ہند فارسی، ص ۴۵۔ ۳۔ مآثر الکرام، ص ۲۹۹۔

۴۔ تذکرہ ملاجیون، مخطوطہ، ملا عبدالقادر ابن ملاجیون، تحقیق از مولانا مصطفیٰ حسن علی، (بقیہ اگلے صفحے پر)

اس سفر میں عشق رسول میں مغلوب رہے۔ اسی غلبہ عشق میں قصیدہ بردہ کی طرز پر ۲۲۰ (دوسوبیس) اشعار کا قصیدہ لکھا۔ (۱)

سفر ثانی زیارت روضہ رسول و حج حرم مکہ:

۱۱۱۲ھ میں ۶۵ / سال کی عمر میں حجاز مقدس کا سفر کیا، والد اور والدہ وغیرھما کی طرف سے حج کئے۔ تقریباً چار سال رہنے کے بعد ۱۱۱۶ھ میں امیٹھی واپس ہوئے۔ (۲) اس سفر میں ''السوانح'' جامی کی اللوائح کے طریقہ پر لکھی۔ (۳)

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

اصل متاع مسلم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر انسان مسلمان ہی نہیں ہوسکتا، قرآن مجید میں ہے:

قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم واموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یأتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین ۔(۴)

آپ فرما دو! اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ اور تمہارے وہ مال جوتم نے کمائے ہیں، اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں خوف ہے، اور وہ مکان جوتمہیں پسند ہیں (یہ سب یا ان میں سے کوئی ایک) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول، اور ان کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ

بقیہ (۴): ایم اے، پی ایچ ڈی، بحوالہ الفرقان، ماہ ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ/ اپریل ۱۹۶۵ء، ص ۴۰، نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰، فہرست مخطوطات دیال سنگھ، ص ۸۸،

۱۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۱۔

۲۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰، فہرست مخطوطات...... لائبریری دیال سنگھ، ج ۲، ص ۸۸۔

۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۱۔ ۴۔ القرآن، التوبہ، الآیۃ ۲۴۔

☆ قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی: الفقہاء کلھم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ ☆

تعالیٰ اپنا حکم لے آئے، اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو راہِ راست نہیں دکھاتا (اس لئے ان کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق نہیں ہوتی)۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا:

قال النبی صلی اللہ علیه وسلم : لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین (۱) وفی روایة من اهله وماله (۱۔اے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہوسکتا حتیٰ کہ میں اس کے والد، اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ اور روایۃ میں من والده وولده کی بجائے من اهله وماله ہے یعنی اپنے اہل وعیال اور مال سے۔

دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں:

لا یومن عبد

اور حدیث میں ہے:

الرجل۔ حتیٰ اکون احب الیه من اهله وماله والناس اجمعین۔ (۲)

کوئی بندہ ایماندار نہیں ہوسکتا اور حدیث میں عبد کی بجائے الرجل (یعنی مرد) ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے اہل وعیال، اور مال، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فو الذی نفسی بیده لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده (۳)

۱۔ بخاری شریف، حدیث ۱۵، فتح الباری ۱۹، ص ۸۴، المسلم حدیث ۱۶۷، نووی ج ۱، ص ۶۱۳ النسائی حدیث ۵۰۱۳، اور ابن ماجہ حدیث ۶۷۔

۱۔اے صحیح ابن خزیمہ، فتح الباری، ج ۱، ص ۸۵۔

۲۔ مسلم حدیث ۱۶۶، نووی، ج ۱، ص ۶۱۳، النسائی حدیث ۵۰۱۴

۳۔ البخاری، حدیث ۱۴، فتح الباری، ج ۱، ص ۸۴، نسائی من طریق علی بن عیاس عن نصیب وابن منده من طریق ابی حاتم الرازی عن ابی الیمان شیخ البخاری، واسماعیل، وفی غرائب مالک للدار قطنی، فتح الباری، ج ۱، ص ۸۴۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

تو قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے
کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اس کے والد اور اولاد سے زیادہ
محبوب ہوؤں۔

ملا جیون خود اپنے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مناقب اولیاء میں فرماتے ہیں:
جب ۴۰ر سال کی عمر ہوئی تو دہلی اور اجمیر کی طرف سفر کیا، اور اس زمانہ میں مجھ پر عشق غالب تھا، تو میں نے اس طرح پانچ ہزار اشعار پر مشتمل دیوان لکھا۔ سفر حجاز میں قصیدہ بردہ کے نہج پر قصیدہ لکھا جس میں دو سو بیس عربی اشعار ہیں۔ جب بندر سورت پر پہنچا تو اس کی شرح لکھی۔ پھر دوبارہ عشق نے حملہ کیا تو ۲۹ عربی میں قصیدے لکھے۔ انتہی۔ (۱)

تصانیف:

(۱) التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ مع تعریفات المسائل الفقہیہ معروف بہ تفسیر احمدی (۲)
یہ ایک ضخیم جلد میں ہے۔ ۱۰۶۴ھ میں ۱۶ر سال کی عمر میں شروع کی، اس وقت حسامی پڑھتے تھے اور شرح مطالع کے پڑھنے کے وقت اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے، تحصیل علم کی فراغت کے بعد ۱۰۷۵ھ میں اس کی تصحیح کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۷ر سال تھی۔ (۳)

(۲) نور الانوار فی شرح المنار۔ اصول فقہ میں۔ مدینہ منورہ میں دو مہینوں میں لکھی۔ ربیع الاول ۱۱۰۵ھ کی ابتداء میں شروع کی اور اسی سال ۷ر جمادی الاول میں مکمل کی۔ شرح نفیس ممزوج حال المتن تلقاہ العلماء بالقبول تعلیقا و تدریسا۔ یہ الفاظ عبدالحئ لکھنوی کے ہیں۔
خود مصنف اس کتاب کے بار میں لکھتے ہیں:

فاذا انا وصلت الی المدینة المنورة والبلدة المکرمة، فقرا علی الکتاب المذکور بعض خلانی و خلص اخوانی من الخطباء

۱۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۱۔

۲۔ فہرست مخطوطات لائبریری دیال سنگھ، ج ۲، ص ۸۹، معجم المولفین، جزء ۱، ص ۲۳۴، فہرس الخزانہ التیموریہ، جزء ۱، ص ۱۲۸، التفسیر القاہرہ، مطبعہ دار الکتب العربیہ المصریہ، ۱۳۶۷/ ۱۹۴۸، نزہۃ الخواطر ج ۶، ص ۲۰

۳۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۰۔

المعظمة للحرام الشريف والمسجد المنيف فاقترحوا بهذا الامر العظيم والخطب الجسيم. و حكموا على جبرا ولم يتركو الى عذرا فشرعت في اسعاف ما مولهم وانجاح مسئولهم على حسب ما كان مستحضر الى في الحال من غير توجه الى ما قيل او يقال. و سميته بكتاب نور الانوار في شرح المنار ۔(۱)

اس کے اختتام پر اس کے عرصہ تصنیف اور سن تصنیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

قد فرغت من تسويد نور الانوار في شرح المنار بسابع شهر جمادى الاولى ۵۱۱۰ھ الف و مائة و خمس من هجرة النبي صلى الله عليه وسلم في الحرم الشريف المدينة المنوره والبلدة المطهره. وكان ابتداؤه في غرة شهر المولد من الربيع الاول من السنة المذكورة في مدة كان عمرى ثمانية و خمسين سنة. والموجو من جناب الله تعالىٰ ببركة رسوله الكريم صلى الله عليه وسلم ان يجعله خالصا لوجه الكريم ۔(۲)

اس کی متن کے بارے میں ہے:

فلما كان كتاب المنار او جز كتب الاصول متنا و عبارة واشملها نكتا و درايةً. ولم يشتغل بحله احد من الشراح الذين سبقونا بالزمان. ولم يعصموا عن النسيان، فان بعض الشروح مختصرة مخلة لفهم المطالب و بعضها مطولة مملة في درک المارب ۔(۳)

المنار کے مصنف:

عبداللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین ابو البرکات النسفی، صاحب التصانیف

۱۔ نور الانوار، ص ۱۔۲۔ ۲۔ نور الانوار، ص ۳۱۴۔

۳۔ نور الانوار، ص ۱۔

المفیدہ فی الفقہ والاصول، المتوفی لیلۃ جمعہ ربیع الاول ۷۱۵ھ۔

مورخ تقی الدین المقرزی نے تاریخ وفات ۷۰۱ھ لکھی ہے، مقرزی کے حوالے سے یہ سن وفات صحیح نہیں۔ کیونکہ عبدالقادر قریشی کی وفات ۷۷۵ھ میں ہوئی اور مقرزی کی پیدائش ۷۶۹ھ میں ہوئی۔ تو وفاتِ قریشی کے وقت مقرزی کی عمر آٹھ سال کی تھی، تو کس طرح قریشی نے آٹھ سال کے بچے سے یہ تاریخ نقل کی۔ اس لئے کتاب میں مقرزی کے حوالے سے تاریخ کا ذکر غلط ہے۔ کسی ناسخ نے لکھ دیا ہوگا۔

کشف الظنون میں ہے کہ ۷۱۰ھ میں وفات پائی۔(۲)

زیادات کو احمد بن محمد العتابی سے سنا اور ان سے سغناقی نے سنا اور فقہ شمس الائمہ میں محمد عبدالستار کردری (۳) اور حمید الدین ضریر اور بدرالدین خواہر زادہ سے پڑھا۔(۴)

حافظ الدین دو ہیں اور دونوں شمس الائمہ کردری کے شاگرد ہیں۔ دوسرے کا نام ونسب یہ ہے: محمد بن محمد بن نصر البخاری، ابوالفضل (۵) ان کی ولادت ۶۱۵ھ میں بخارا میں ہوئی۔(۶)

امام نسفی نے عتابی سے کیسے سماعت کی حالانکہ الجواہر المضیہ کے مصنف نے صراحۃً کہا ہے کہ عتابی کی موت بروز اتوار ۵۸۶ھ میں ہوئی ہے(۷) اور نسفی کی ۷۱۰ھ میں۔

کلمات الثناء لمصنف المنار:

کان اماما کاملا عدیم النظیر فی زمانہ، راسا فی الفقہ والاصول، بارعا فی الحدیث و معانیہ۔(۸)

۱۔ الجواہر المضیہ، ج ۱، ص ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۔ حاشیہ الجواہر المضیہ، ج ۱، ص ۲۷۱۔
۳۔ الجواہر المضیہ، ج ۱، ص ۲۷۱، الفوائد البہیہ، ص ۱۱۲ ۴۔ الفوائد البہیہ، ص ۱۰۲۔
۵۔ الجواہر المضیہ، ج ۲، ص ۱۲۱، الفوائد البہیہ، ص ۱۰۲، ۶۔ الجواہر المضیہ، ج ۲، ص ۱۲۱
۷۔ الجواہر المضیہ، ج ۱، ص ۱۱۴۔ ۸۔ الفوائد البہیہ، ص ۱۰۲۔

☆ قال الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالی : امن الناس علیّ فی الفقہ محمد بن حسن ☆

تصانیف :

(۱)المستصفی فی شرح المنظومہ (۲) المنافع شرح النافع (۳) الکافی فی شرح الوافی (۴) کنز الدقائق (۶)المنار فی اصول الفقہ (۷) المنار فی اصول الدین (۱)

الفوائد البہیہ میں المستصفی کو فقہ النافع کی شرح قرار دیا ہے اور المنظومہ النسفیہ کی شرح "المصفی" کو قرار دیا ہے۔ (۲) یعنی صرف شروحات کے ناموں کا فرق ہے ورنہ حقیقتاً آپ نے دونوں کتابوں پر شرحیں لکھی ہیں۔ اسی میں ہے: المستصفی کو بعض اوقات المنافع کا نام دیا گیا ہے۔ (۳)

(۸) المنار کی شرح کشف الاسرار، (۹) اس کی ایک اور شرح ہے جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا لیکن پہلی شرح زیادہ لطیف و دقیق ہے، (۱۰) الاعتماد شرح العمدہ، (۱۱) المدارک تفسیر میں (۱۲) منتخب حسامی کی دو شروح (۴)

الفوائد البہیہ میں کشف الظنون کے حوالے سے ہے:

شرح الھدایۃ الامام حافظ الدین ابو البرکات عبداللہ ابن احمد النسفی التوفی ۷۱۰ھ اور ھوامش الجواہر کے حوالے سے ہے:

انہ دخل بغداد وشرح الھدایہ سنۃ ۶۰۰ (۵) یہ سن غلط ہے بلکہ صحیح ۷۰۰ھ جیسا کہ مقدمہ کنز الدقائق میں ہے طبقات تقی الدین میں ابن شحنہ کے خط کے حوالے سے ہے:

انہ لا یعرف لہ شرح علی الھدایہ

الاتقانی نے غایۃ البیان میں الوافی کے تذکرہ میں ذکر کیا ہے۔

ان النسفی لما نوی ان یشرح الھدایۃ سمع بہ تاج الشریعۃ وھو من اکابر عصرہ. فقال: لا یلیق بشانہ فرجع عمانوی و شرع فی ان یصنف کتابا مثل الھدایۃ، فالف الوافی ثم شرحہ و سماہ بالکافی فکانہ شرح الھدایۃ (۶)

۱۔ الجواہر المضیہ، ج ۱، ص ۲۷۰۔۲۷۱۔
۲۔ الفوائد البہیہ، ص ۱۰۲۔
۳۔ الفوائد البہیہ، ص ۱۰۲۔
۴۔ ایضاً۔
۵۔ ایضاً۔
۶۔ ایضاً۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں : فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ انہوں نے شرح لکھی تھی، کیونکہ ابن شحنہ کے عدم علم سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ اور تاج الشریعۃ کے روکنے سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت آپ نے الوافی اور اس کی شرح کافی لکھی لیکن اس کے بعد بھی انہوں نے نہیں لکھا ہوگا یہ اس سے نہ ثابت ہے اور نہ لازم۔

المنار کے شراح و محشین :

۱۔ خود مصنف نے اس کی دو شرحیں لکھیں۔

۲۔ محمد بن مبارک شاہ الہروی القزوینی المعروف حکیم شاہ القزوینی الملقب بمعین، رومی، حنفی، نحوی، متکلم، ادیب، منطقی، مفسر۔

وفات: آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بغدادی نے ۹۲۸ھ لکھی ہے اور عمر رضا کحالہ نے ۹۲۰ھ درج کی ہے۔

الف: مدار الفحول منار الانوار (امنار الانوار غلط ہے۔ صحیح منار الاصول ہے، سعیدی) کی شرح ہے۔

ب: دائرۃ الاصول الی علم الاصول۔ یہ مدار الفحول کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب مجموعہ کی صورت میں نور الانوار کے ساتھ محمد لمعان الحق کی تدوین سے لکھنو سے ۱۸۷۷ء میں طبع ہو چکی ہے۔ (۱)

۳۔ شیخ محمد علاؤ الدین بن شیخ علی حصکفی حنفی عباسی التوفی ۱۰۸۸ھ/ ۱۶۷۷ء مصنف در المختار۔

اضافۃ الانوار علی اصول المنار، ذی القعدہ ۱۰۵۴ھ میں لکھنا شروع کیا اور اسی سال ذوالحجہ میں مکمل کیا۔ (۲)

مقدمہ رد المختار میں ''افاضۃ الانوار شرح المنار'' کے نام سے ہے (۳) اور یہی صحیح ہے۔

۱۔ فہرست مخطوطات لائبریری دیال سنگھ، ج ۴، ص ۸۲-۸۳۔

۲۔ فہرست مخطوطات لائبریری دیال سنگھ، ج ۲، ص ۵۰، ۵۱۔

۳۔ تصانیف ابن عابدین نمبر ۲، حاشیہ اضافۃ الانوار۔

☆ قال الامام الشافعی رحمه الله تعالی : امن الناس علیّ فی الفقه محمد بن حسن ☆

ملا جیون کی دوسری تصانیف:

۱۔ السوانح، جامی کی اللوائح کے طریقہ پر لکھی ہے، دوسری بار رجب ۱۱۱۲ھ میں حج پر گئے تھے تو اس کو لکھا تھا۔

۲۔ مناقب الاولیاء، مشائخ کے حالات میں ہے، بڑھاپے میں امیٹھی میں لکھی۔ اس کی تکمیل آپ کے بیٹے ملا عبدالقادر نے کی۔

۳۔ اداب احمدی، سیر وسلوک میں بچپنے میں لکھی، مناقب الاولیاء میں ہے، تیرہ سال کی عمر میں لکھی۔ اس عمر میں میرے والد فوت ہوئے۔

۴۔ خطبات جمعہ وعیدین لکھے۔

۵۔ دادے عبیداللہ اور ان کے بھائی علم اللہ کی مصنفات کی تہذیب کی۔

۶۔ مزدوجہ: جب میری عمر ۴۰ سال کی ہوئی، تو دہلی اور اجمیر کا سفر کیا، اور اس زمانہ میں مجھ پر عشق غالب تھا، تو میں نے اس حالت میں مثنوی کی نہج پر لکھی۔ یہ پچیس ہزار اشعار پر مشتمل تھی۔

۷۔ دیوان حافظ کی طرح پانچ ہزار اشعار پر مشتمل دیوان لکھا۔

۸۔ قصیدہ، قصیدہ بردہ کی نہج پر سفر حجاز میں لکھا، جس میں دوسو بیس عربی اشعار ہیں۔

۹۔ شرح قصیدہ مذکورہ سابقاً کی بندر سورت پر پہنچ کر لکھی۔

۱۰۔ ۲۹ قصیدے عربی میں، دوبارہ اسی سفر میں عشق نے غلبہ کیا، تو لکھے۔ (۱)

۱۱۔ اشراق الابصار فی تخریج احادیث نور الانوار

۱۲۔ نور الانوار فی شرح الابصار

۱۳۔ اسوالات الاحمدیۃ فی رد الماحدہ (۲)

۱۴۔ انوار القرآن وازہار القرآن (۳)

۱۵۔ رسالہ در علم تجوید۔

۱۔ نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۲۱۔

۲۔ معجم المولفین، عمر رضا کحالہ، ج ۱، ص ۲۳۴، فہرست مخطوطات دیال سنگھ، ج ۲، ص ۸۹۔

۳۔ فہرست دیال سنگھ، ج ۲، ص ۸۹۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں : فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے

۱۶۔ سوانح برمجازات سوانح جامی، غلبہ شوق و اشتیاق میں قیام مدینہ میں لکھا۔ یہ کتاب السوانح، جامی کی اللوائح کے طرز پر لکھی گئی، کے علاوہ معلوم ہوتی ہے۔(۱)

۱۷۔ سوانح۔ ملا جیون کی اپنے حالات زندگی پر خودنوشت سوانح۔

کلمات الثناء:

مولانا آزاد بلگرامی لکھتے ہیں:

حاصل کلام الٰہی و در دانش عقلی و نقلی بحر لا متناہی (۲)

مترجم ماثر الکرام میں ہے:

علوم شرعیہ وعقلیہ میں آپ ایک اتھاہ سمندر تھے۔(۳)

حدائق حنفیہ میں ہے:

فقیہ، محدث، اصولی، جامع معقول و منقول، علامہ وقت، فہامہ دہر، اورنگ زیب عالم گیر کے استاد، اور صاحب فتویٰ تھے۔(۴)

نزہۃ الخواطر میں ہے:

الشیخ العالم الکبیر العلامہ احمد بن ابی سعید (۵)

معجم المولفین میں ہے:

فقیہ، اصولی، محدث (٦)

وصال پر ملال:

شروع ماہ ذی قعدہ ۱۱۳۰ھ ہی سے آپ نے اپنے ارتحال کی خبر دینا شروع کی اور چاہتے تھے کہ کسی طرح وطن پہنچ کر جان بحق تسلیم ہو۔ بے چین رہتے کہ کسی طرح اڑ کر وطن پہنچ جائیں، لیکن قضا وقدر کا تقاضا اس کے خلاف تھا۔ آپ کی تمنا پوری نہ ہوئی، ۸/ ذی قعدہ دوشنبہ

۱۔ سوانح خودنوشت ملا جیون بحوالہ الفرقان ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ بحوالہ البلاغ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ ص ۵۱

۲۔ ماثر الکرام (فارسی) ج ۱، ص ۲۱٦، بحوالہ البلاغ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ، ص ۵۱۔

۳۔ ماثر الکرام، ص ۲۹۹۔ ۴۔ حدائق حنفیہ، ص ۴۳٦۔

۵۔ نزہۃ الخواطر، ج ٦، ص ۱۹۔ ٦۔ معجم المولفین، عمر رضا کحالہ، ج ۱، ص ۲۳۳۔

☆ قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی : الفقہاء کلھم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ ☆

(پیر) کے دن ۱۱۳۰ھ کو حسب معمول اور عادات، طلبہ کے درس و تعلیم سے فارغ ہوئے، نماز مغرب مع اوابین و اوراد و وظائف ادا کی۔ رات کا کھانا تناول فرمایا۔ عشاء پڑھی، سنن ونوافل ادا کیں، نصف شب گزری تو سینہ میں کچھ سوزش محسوس کی جو بڑھتے بڑھتے پہلو میں بھی ہونے لگی۔ شام کے وقت کوئی ستارہ ٹوٹتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تھا کہ کوئی عالم کامل دنیا سے رخصت ہونے کو ہے۔ درد کی حالت میں اپنے بیٹے ملا عبدالقادر سے جو وہاں موجود تھے، فرمایا کہ وقت آخر ہے، اور یہ کہہ کر جامع مسجد دہلی کے جنوبی دالان کی طرف ایک کوٹھڑی میں جا لیٹے، کلمہ طیبہ ورد زبان تھا کہ روح اطہر جسد عنصری کو چھوڑ کر راہی جنت ہوئی۔

تدفین:

۹/ذی قعدہ سہ شنبہ (منگل) ۱۱۳۰ھ کا دن تھا ظہر کے وقت میت کو میر محمد شفیع کے تکیہ میں سپرد خاک کیا۔ ۱۴/محرم الحرام ۱۱۳۱ھ چہار شنبہ (بدھ) کو پچاس روز کے بعد آپ کی میت کو ایک تابوت میں رکھ کر امیٹھی لایا گیا، اور وہاں قدیم مدرسہ اسلامیہ کے ملحق مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ (۱)

مزار مبارک پر ''ویتم نعمتہ علیک'' ۱۱۳۰ھ، کی لوح نصب کی گئی ہے۔ (۲)

۱۔ تذکرہ ملا جیون بحوالہ الفرقان، ۱۳۸۴ھ، ص ۴۰۔۴۱۔

۲۔ ماہ نامہ البلاغ مقالہ اختر راہی، ص ۵۱۔ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ، کراچی۔